## سوال

(297) بعد نماز فرض ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بدعت ہے؟

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعد نماز فرض ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بدعت ہے؟ اگ نہیں تو جو شخص بدعت خیال کرے۔ وہ کس درجے کا مسلمان ہے۔؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بعد نماز فرض ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے نہ بدعت کیونکہ ایک دو ضعیف روایتوں میں ثبوت ملتا ہے۔ جس سے نہ سنت ثابت ہوتی ہے نہ بدعت کہہ سکتے ہیں جو اس کو بدعت کہتا ہے۔ اسے حضرت میاں صاحب دہلوی کا فتویٰ اس مسئلہ کے متعلق دیکھنا چاہیے تاکہ بدعت کہنے میں جلدی نہ کرے۔

شرفیہ

بات یہ ہے کہ اس معاملہ میں افراط وتفریط ہورہی ہے۔ بعض مجوز ترک کو کبھی بھی جائز نہیں جانتے یہ بھی زیادتی ہے۔ اور فریق مانع کا یہ غلو ہے۔ کہ اس دعا سے کہ جو بحکم حدیث نبوی ﷺ بعد فرائض اٹھا کر پھیلا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے مطلب کی درخواست کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے بھی بعد فرائض برفع یدین دعا کی ہے۔ اور امت کو بھی ترغیب دی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ وقت قبولیت دعا کا ہے۔ پھر بھی یہ فرمایا کہ دعا کا یہ طریقہ ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جائے۔ اس لئے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو اپنے دربار سے اپنے بندے کو خالی ہاتھ پھیرنے سے شرم آتی ہے۔ یعنی پھر قبول فرماتا ہے۔ تو ان مانعین کو اسے سے سخت نفرت ہوتی ہے اور اٹھ کر ایسے بھاگتے ہیں۔ جیسے کوئی ہائب سے۔ بھاگتا ہے گویا یہی سنت کے عامل ہیں۔ دوسرے نہیں کہتے کیا ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں یہ آپ ﷺ سے ثابت ہی نہیں نہ قولاً نہ فعلاً بعض کہتے ہیں اگر ہے تو اس پر دوام ثابت نہیں یا لزوم ثابت نہیں کوئی ان سے پوچھے جناب جو کام آپ کرتے ہیں کیا یہ فعل یا قول رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح ثابت ہے۔ جیسے آپ سلام پھیرتے ہوئے جوتی سنبھال اٹھ بھاگتے ہیں۔ پھر کیا یہ اگر ہے تو اس پر رسول اللہ ﷺ کا دوام ثابت ہے۔ یا آپ نے اس کو لازم قرار دیا ہے اور اگر یہ آپ ثابت نہیں کرتے اور آپ نے اس کو لازم کرلیا ہے تو پھر

''ایں گنا ہست کہ در شہر شما نیز کنند'' سچ ہے۔

ہر کسے ناصح برائے دیگراں ناصح خود یافتم کم در جہاں

میں کہتا ہوں اصل بات یہ ہے کہ بحکم

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي ٣١ سورة آل عمران

جو سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوجائے اس میں یہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں کہ حضور ﷺ نے اس سنت پر بلکہ اپنے فعل پر دوام کیا ہے یا قولا اس پر دوام کا حکم دیا ہے۔ پھر جب تک کہ اس کا نسخ یا کوئی اور خلاف وجہ ثابت نہ ہو اس پر بلاچون وچرا عمل جائز باعث ثواب ہے۔ ورنہ طرفین کا بہت سی سنتوں پر عمل کرنا مشکل ہوگا جن پر ان کا عمل ہے۔ اوردوام کی نص صریح باقی رہا استدلال دوام پر کان یفعل کذا سے تو یہ صحیح نہیں۔ یہ حکم اکثری ہے۔ کلی نہیں۔ بلکہ بعض مقام میں اکثری بھی نہیں۔ آپ مشکواۃ باب القراۃ فی الصلواۃ یا نیل الاوطار وغیرہ۔ بلکہ احادیث منقولہ دریں تحریر ہی کو ملاحظہ کرکے تمام حدیثوں کے کان یفعل کذا کو آپس میں تطبیق دیجئے۔ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دوام نہیں ورنہ تناقص معلوم ہوگا۔ "ولیس کذالک فی نفس الامر بل فی فہمالفاہم" خلاصہ یہ کہ اگر مانعین کے دلائل ثابت بھی ہوں تو ان سے ان کے عمل کا جواز ثابت صرف ہوگا نہ کے دوام اور یہ نہیں کہ اس کے سوا جو اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ وہ جائز نہ ہو بلکہ وہ راجح ہوگا۔ اس لئے کہ مجوز مثبت فعل یا قول رسول اللہ ﷺ ہے اور مانع عدم کا مدعی اور عدم سے وجود اولیٰ و افضل ہے جیسے بغرض تسلیم قول احناف رفی یدین فی الصلواۃ وعدم رفع کو مدعی رفع یدین مثبت وجود ہے۔ اوراس کا خلاف عدم محض لہذا مثبت مقدم ہے۔ مافی پر کما تقرر فی اصول الحدیث اور میں نے مانعین کے دلائل کو لفظا گر سے اس لئے تعبیر کیا ہے۔ کہ ان کے دلائل ترک دعا یا ترک دعا برفع الیدین پر نص نہیں۔ اس لئے کہ مسند عبد الرزاق کی روایت

"عن انس قال صلیت وراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکان ساعۃ یسلم یقوم ثم صلیت وراء بی بکر فکان اذا سلم وثلب فکانما یقزم عن رضفہ انتہی ولم یذکر سندہ بکمال ولا صحتہ او سقمہ"

پس بفرض صحت اس میں عدم دعا یا دعا برفع یدین کی نفی کی نص نہیں صرف مانعین کا استنباط ہے اس لئے کہ سلام پھیرنے کی ساعت میں اٹھنے سے دعا یا رفع یدین کی نفی لازم نہیں دعا یا رفع یدین بدیں قلیل مدت میں بھی ہوسکتا ہے بلکہ ہوتا تھا کما سیاتی یہ قلت کثرت زکر مقابلہ میں ہے کہ آپ نے زکر کیا کبھی زائد امام شوکانی نے قعدہ اولیٰ میں صلواۃ النبی ﷺ کی بحث میں یہی وجہ لکھی ہے۔ جو میں نے لکھی ہے۔ ج 2 ص 242 پس بعد فرض نماز جلدی اٹھنے سے دعا برفع یدین کی نفی ثابت نہیں۔ بوجہ مزکور پس ثابت ہوا کہ مانعین کا استدلال صریح سنت سے نہیں۔ ہاں سنت سے انکار استنباط واجتہاد غلط ہے۔ جس پر اتنا ناز ہے کہ الٹا چور کو توال کو ڈانٹے۔ سچ ہے دعویٰ اتنا بڑا اور دلیل ایک بھی نہیں خلاصہ یہ کہ اگر کوئی صاحب صریح سنت سے ثابت کردیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ بعد نماز فرض بعد سلام فورا بلا دعا بلا رفع الیدین اٹھنا لازم ہے۔ یا کوئی صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے ہی تصریح کردیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ فرض نماز کے بعد فورا سلام پھیر کر بلا دعا بلا رفع الیدین اٹھ جایا کرتے تھے۔ کبھی بھی آپ ﷺ بعد سلام زرا دیر بھی نہیں بیٹھتے تھے۔ اور نہ ہی آپ نے بعد سلام دعا یا زکر وہیں بیٹھ کر کیا یا ہاتھ نہیں اٹھائے۔ تو بے شک مانعین کا استدلال صحیح ہوگا۔ مگر صحیح حدیث سے ثابت کرنا ہوگا۔ ایسی ویسی بے ثبوت روایت سے نہیں۔ واز لیس فلیس اور یہ نہ ہوا اور نہ ہی ان شاء اللہ ہوگا۔ تو پھر مجوزین کا عمل بالسنت ثابت ہوا اس پر عمل صحیح دگر ہیچ رہا۔ اعتقاد لزوم ووجوب تو یہ سوا فرائض کسی سنت کا بھی صحیح نہیں عمل صحیح ہے اب مجوزین کے دلائل ملاحظہ ہوں۔ جن میں سے حضور ﷺ سے بعد نماز فرض ازکار وادعیہ قلیلہ وکثیرہ ثابت ہیں۔ اور رفع یدین بالدعا بھی اور آپ نے ترغیبب بھی اس امر پر فرمائی ہے۔ اور آپ کبھی کبھی بعد نماز فرض جلدی نہیں بھی اٹھتے تھے۔ خاصی دیر وہاں جلوس افروز ہوتے۔

"عن جابر بن سمرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقوم من مصلاہ الذي یصلی فیہ الصبح حتی تطلع الشمس فاذا طلعت الشمس قام الحدیث بطولہ" (صحیح مسلم مشکوۃ ج 3 ص 406)

"عن ام سلمۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم قام النساء حین یقضی تسلیمہ وہو یمکث فی مکانہ یسیر اقبل ان یقوم الحدیث" (رواہ احمد والبخاري نیل الاوطار ص 265)

"وعن یزید ابن الاسود قال حججت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع قال فصلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح ثم انحرف جالسا فاستقبل بوجہ وذکر قصۃ رجلین اللذین لم یصلیا ونہض" (رواہ احمد وابوداود والنسائی والترمذي وقال حسن صحیح نیل الاوطار ج 2 ص 263)

"وعن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللہم انت السلام ومنک السملام تبارکت یا ذو لجلال والاکرام" (رواہ احمد۔ وترمذی۔ وابن ماجہ نیل 262 ج 2)

"عن ام سلمة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول اذا صلی الصبح حین یسلم اللھم انی اسئلک علمانافعا ورزقا طیبا وعملا متقبلا" (رواہ احمد وابن ماجہ۔ وابن شیبہ۔ نیل الاوطار ج 2 ص 26)

خلاصہ یہ کہ بعد نماز فرائض ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا رسول اللہ ﷺ کے فعل اور قول دونوں سے ثابت ہے۔ اور دوام کی تلاش لغو ہے۔ ورنہ مانع کو بھی اپنے طریق یعنی سلام پھیرتے ہی اٹھ بھاگنے کا پہلے ثبوت پھر دوام کا ثبوت دینا ہوگا۔ نیز یہ کہ بعد فرائض آخر کیا صورت اختیار کی جائے اس کا ثبوت بذمہ مانع ہے۔ جب ساری باتیں ثابت ہوچکیں۔ تو اب ''ہیت کذائیہ'' کی پچ فضول اور صرف بہانہ بازی ہے۔ جو لغو ہے۔ سنت سے بعد از فرائض ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور ثابت ہوچکا امام کے ساتھ دعا کرنا بھی سورہ فاتحہ کے بعد آمین بلند آواز سے کہنے پر اشارہ ہے۔ نیز جماعت میں قبولیت کی بھی امید زائد ہے۔ اور اس میں اتحاد و محبت واتفاق کا زیادہ ہونا بھی ہے۔ صحیح بخاری کی طویل حدیث میں ہے کہ جب بہت لوگ مل کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کا ہر حال فرشتوں سے دریافت کرتا ہے کہ وہ کیا مانگتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں وہ جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم گواہ رہو میں نے ان کو بخش دیا۔ مشکواۃ ج 1 ص 197 یہ فائدہ جماعت میں مل کر دعا مانگنے کا ہے۔ خصوصا بعد فرائض خصوصا برفع یدین خصوصا جماعت کے ساتھ مل کر دعا کرنے میں اور اگر ایسے ہی بے فائدہ حجت بازی سے یا مطالبہ دوام ''یا ہیت کذایئہ'' کے عذر سے ٹالیں گے۔ تو پھر جن سنتوں پر وہ عمل کرتے ہیں۔ ان پر بھی یہی اعتراض ہوگا۔ مثلا بعد تکبیر تحریمہ دعائے ثناء تسبیحات رکوع و سجود الغرض ہر ایک ذکر دعا مع ہیت کزایئہ بالدوام ایسے ہیں۔ او پھر بہت سی سنتیں ہیں۔ جن پر عمل عموما اہل حدیث کا ہے۔ مگر یہ ''ہیت کذایئہ'' دوام ولزوم کا ثبوت صریح نہیں۔ ولعل فیہ کفایۃ لمن لہ درایۃ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ٢٥ سورة يونس

(ابو سعید شرف الدین دہلوی)

تشریح

از حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مبارکپوری احادیث سے صرف اس قدر ثابت ہوتا کہ فرض نماز کے بعد ہاتھا ٹھا کر دعا کرنا سنت ہے لیکن اس کا التزام یہاں تک کہ اس کے تارک پر انکار و ملامت کیا جائے بلاشبہ بدعت ہے۔ مطلق جواز و سنت کے ثبوت کےلئے تحفۃ الاحوزی دیکھئے اور التزام کے بدعت ہونے کےلئے الاعتصام للشاطبی پڑھیے میں بغیر التزام کئے ہوئے کبھی کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرلیا کرتا ہوں۔ فرائض کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو مطلقا بدعت کہہ دینا غلو اور زیادتی ہے۔ (مرسلہ مولانا عبد الروف جھنڈے نگری) نقل فتویٰحضرت مولانا سید نزیر حسین)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

**جلد01ص500**

محدث فتویٰ